ابو سفیان تائب

ایمان کی شاخیں

سید المرسلین، خاتم النبین و خاتم المعصومین، سرکارِ دوعالم، فر موجودات، امام الانبیاء سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ارشاد ہے کہ "ایمان کی ۷۰ سے زیادہ شاخیں ہیں- ان میں سب سے افضل لاالہ الااللہ کا پڑھنا ہے اور سب سے کم درجہ راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز (اینٹ، لکڑی کانٹے وغیرہ) کا ہٹا دینا ہے اور حیا بھی (ایک خصوصی شعبہ ہے ایمان کا)"- (رواہ الستہ) امام نوَوی فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شاخوں میں سب سے اعلیٰ "توحید" یعنی کلمۂ طیبہ لاالہ الااللہ کو قرار دیا ہے جس سے معلوم ہو گیا کہ ایمان میں سب سے اوپر توحید کا درجہ ہے اس سے اوپر کوئی چیز ایمان کی شاخ نہیں ہے جس سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ اصل توحید ہے جو ہر مکلف پر ضروری ہے اور سب سے نیچے اس چیز کا دفع کرنا ہے جو کسی مسلمان کو نقصان پہنچانے کا احتمال رکھتی ہو- شرّاح بخاری نے اس باب میں مختلف تصانیف سے تلخیص کرتے ہوئے ان کو مختصر طور پر جمع فرمایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دراصل ایمان کامل تین چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے اوّل تصدیق قلبی یعنی دل سے جملہ امور کا یقین کرنا- دوسرے زبان کا اقرار و عمل تیسرے بدن کے اعمال- یعنی ایمان کی جملہ شاخیں تین حصّوں میں منقسم ہیں جن کی تفصیل یہ ہے

(۱) اللہ پر ایمان لانا جس میں اس کی ذات، اس کی صفات پر ایمان لانا داخل ہے اور اس کا یقین بھی کہ وہ پاک ذات ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ اس کا کوئی مثل ہے-

(۲) اللہ کے ماسوا سب چیزیں بعد کی پیداوار ہیں ہمیشہ سے وہی ایک ذات ہے-

(۳) فرشتوں پر ایمان لانا-(۴) اللہ کی نازل کی ہوئی کتابوں پر ایمان لانا-(۵) اللہ کے رسولوں پر ایمان لانا-(٦) تقدیر پر ایمان لانا کہ بھلی ہو یا بری سب اللہ کی طرف سے ہے-(۷) قیامت کے حق ہونے پر ایمان لانا جس میں قبر کا سوال و جواب، قبر کا عذاب، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا، حساب ہونا، اعمال کا تلنا اور پل صراط پر گزرنا سب ہی داخل ہے-(۸) جنت کا یقین ہونا اور یہ کہ مومن ان شاءاللہ ہمیشہ اس میں رہیں گے-(۹) جہنم کا یقین ہونا اور یہ کہ اس میں سخت سے سخت عذاب ہیں اور وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ رہے گی-(۱۰) اللہ تعالیٰ شانہ سے محبت رکھنا-(۱۱) اللہ کے واسطے دوسروں سے محبت رکھنا اور اللہ ہی کے واسطے بغض رکھنا (یعنی اللہ والوں سے محبت رکھنا اور اس کی نافرمانی کرنے والوں سے بغض رکھنا) اور اسی میں داخل ہے صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم بالخصوص مہاجرین اور انصار کی محبت اور آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی

محبت۔(۱۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا جس میں آپ کی تعظیم بھی آ گئی اور حضورؐ پر درود شریف پڑھنا بھی اور آپ کی سنتوں کا اتباع کرنا بھی داخل ہے۔(۱۳) اخلاص جس میں ریا نہ کرنا اور نفاق سے بچنا بھی داخل ہے۔(۱۴) توبہ یعنی دل سے گناہوں پر ندامت اور آئندہ نہ کرنے کا عہد۔(۱۵) اللہ کا خوف۔(۱۶) اللہ کی رحمت کا امیدوار ہونا۔(۱۷) اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔(۱۸) شکر گزاری۔(۱۹) وفا (۲۰) صبر (۲۱) تواضع جس میں بڑوں کی تعظیم بھی داخل ہے۔

(۲۲) شفقت و رحمت جس میں بچوں پر شفقت کرنا بھی داخل ہے۔(۲۳) مقدر پر راضی ہونا۔

(۲۴) توکل(۲۵) خود بینی اور خود ستائی کا چھوڑنا جس میں اصلاحِ نفس بھی داخل ہے۔(۲۶) کینہ اور خلش نہ رکھنا جس میں حسد بھی داخل ہے۔(۲۷) حیا کرنا۔(۲۸) غصہ ضبط کرنا۔(۲۹) فریب نہ دینا جس میں بدگمانی نہ کرنا اور کسی کے ساتھ مکر نہ کرنا بھی داخل ہے۔(۳۰) دنیا کی محبت دل سے نکال دینا جس میں مال کی اور جاہ کی محبت بھی داخل ہے۔

دوسری قسم زبان کا عمل ہے جس میں (۳۱) کلمہ طیّبہ کا پڑھنا(۳۲) قرآن پاک کی تلاوت کرنا(۳۳) علم سیکھنا

(۳۴) دوسروں کو علم سکھانا(۳۵) دعا کرنا(۳۶) اللہ کا ذکر کرنا جس میں استغفار بھی داخل ہے۔(۳۷) لغو باتوں سے بچنا۔

تیسری قسم بدن کے اعمال ہیں۔(۳۸) پاکی حاصل کرنا جس میں بدن کی پاکی، کپڑے کی پاکی، مکان کی پاکی سب ہی داخل ہیں اور بدن کی پاکی میں وضو بھی داخل ہے اور حیض و نفاس اور جنابت کا غسل بھی۔(۳۹) نماز کی پابندی کرنا، اس کو قائم کرنا جس میں فرض نفل ادا قضا سب داخل ہے۔(۴۰) صدقہ جس میں زکوٰۃ، صدقہ فطر وغیرہ بھی داخل ہے اور بخشش کرنا، لوگوں کو کھانا کھلانا، مہمان کا اکرام کرنا اور غلاموں کا آزاد کرنا بھی داخل ہے۔(۴۱) روزہ رکھنا فرض ہو یا نفل(۴۲) حج کرنا فرض ہو یا نفل اور اسی میں عمرہ بھی داخل ہے اور طواف بھی۔(۴۳) اعتکاف کرنا جس میں لیلۃ القدر کو تلاش کرنا بھی داخل ہے۔(۴۴) دین کی حفاظت کے لئے گھر چھوڑنا جس میں ہجرت بھی داخل ہے۔(۴۵) نذر کا پورا کرنا۔(۴۶) قسموں کی نگہداشت کرنا۔(۴۷) کفاروں کا ادا کرنا۔(۴۸) ستر کا نماز میں اور نماز کے علاوہ ڈھانپنا(۴۹) قربانی کرنا اور قربانی کے جانوروں کی خبر گیری کرنا اور ان کا اہتمام کرنا۔(۵۰) جنازہ کا اہتمام کرنا اور اس کے جملہ امور کا انتظام کرنا۔(۵۱) قرض کا ادا کرنا(۵۲) معاملات کا درست کرنا، سود سے بچنا۔(۵۳) سچی بات کی گواہی دینا حق کو نہ چھپانا(۵۴) نکاح کے ذریعہ سے حرام کاری سے بچنا۔(۵۵) اہل و عیال کے حقوق کی رعایت کرنا اور ان کا ادا کرنا اس میں نوکروں اور خادموں کے حقوق بھی داخل ہیں۔(۵۶) والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا، نرمی برتنا، فرمانبرداری کرنا۔(۵۷) اولاد کی اچھی تربیت کرنا۔(۵۸) صلہ رحمی

کرنا۔(۵۹) بڑوں کی فرمانبرداری اور اطاعت کرنا۔(۶۰) عدل کے ساتھ حکومت کرنا(۶۱) اہلِ حق کا ساتھ دینا(۶۲) حکام کی اطاعت کرنا (بشرطیکہ خلافِ شرع حکم نہ ہو)(۶۳) آپس کے معاملات کی اصلاح کرنا جس میں مفسدوں کو سزا دینا اور باغیوں سے جہاد کرنا بھی داخل ہے۔(۶۴) نیک کاموں میں دوسروں کی مدد کرنا۔(۶۵) نیک کاموں کا حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا جس میں وعظ و تبلیغ بھی داخل ہے۔(۶۶) حدود کا قائم کرنا۔(۶۷) جہاد کرنا جس میں مورچوں کی حفاظت بھی داخل ہے۔(۶۸) امانت کا ادا کرنا جس میں خمس جو غنیمت کے مالوں میں ہوتا ہے وہ بھی داخل ہے۔(۶۹) قرض کا دینا اور ادا کرنا(۷۰) پڑوسیوں کا حق ادا کرنا، ان کا احترام کرنا۔(۷۱) معاملہ اچھا کرنا جس میں جائز طریقہ سے مال کا جمع کرنا بھی داخل ہے۔(۷۲) مال کا اپنے محل (موقع) پر خرچ کرنا، اسراف اور بخل سے بچنا بھی اس میں داخل ہے۔(۷۳) سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا۔(۷۴) چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا۔(۷۵) دنیا کو اپنے نقصان سے اپنی تکلیف سے بچانا۔(۷۶) لہو ولعب سے بچنا۔(۷۷) راستہ سے تکلیف دہ چیز کا دور کرنا۔

علماء نے لکھا ہے کہ ایمان کے سارے شعبے مجملاً یہ ہیں جو مذکور ہوئے۔ آدمی کو چاہیئے کہ ان میں غور و فکر کرے۔ جو اوصاف اس میں ان میں سے پائے جاتے ہوں ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اسی کی توفیق و لطف سے ہر بھلائی حاصل ہو سکتی ہے اور جن اوصاف میں کمی ہو ان کے حاصل کرنے کی سعی اور اللہ تعالیٰ سے ان کے حصول کی توفیق مانگتا رہے"۔

وما توفیقی الا باللہ

فرمانِ رسول علیہ السلام

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن پڑھ کر سناؤں سیّدنا ابیّ ابن کعبؓ نے عرض کیا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ سے میرا نام لے کر فرمایا ہے، آپ نے فرمایا ہاں! اُبیّ ابن کعبؓ نے عرض کیا، کہا مجھے ربّ العٰلمین کی محفل میں یاد کیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں!

یہ سن کر سیّدنا اُبیّ ابن کعبؓ پر گریہ طاری ہوگیا اور آنسو بہ نکلے۔!

(صحیح بخاری)